پڑوسی کے حقوق

جسٹس اوصاف علی

محمد صدیق کرنائی
سکریٹری سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر
جمعیہ منزل، بربرشاہ، سری نگر ۱۹۰۰۰۱ کشمیر

الجار في الإسلام

پڑوسی کے حقوق

جسٹس اوصاف علی

محمد صدیق کرنانی
سکریڑی سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر
جمعیۃ منزل بربرشاہ، سری نگر ۱۹۰۰۱ کشمیر

مفت برائے تقسیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک دردمندانہ گزارش

آج الحاد اور خدا فراموشی کا ایک پرفتن دور ہے روحانی اور اخلاقی قدروں کو پامال کیا جا رہا ہے۔ انسان جو اشرف المخلوق تھا ارذل المخلوق بنا ہے۔ زن، زر اور زمین کے لالچ نے انسان کو انسان کا شکاری بنا دیا ہے۔ ایٹم بموں میزائلوں اور کیمیاوی ہتھیاروں کے موجدوں نے خون انسانی کو ارزاں کر دیا ہے۔ اس پر تعجب کی بات یہ کہ یہی الحاد پسند اور سفاک دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے یہ کہتے پھرتے ہیں کہ دنیا میں کوئی جھگڑا، نزاع اور اختلاف ہے تو وہ صرف مذہب کی وجہ سے ہے اس لئے مذہب کو دنیا سے ختم کیا جانا ضروری ہے اس مکروہ پروپیگنڈے کا سب سے بڑا ہدف ونشانہ اسلام کو بنایا جا رہا ہے اس اسلام کو جو پوری انسانیت کے لئے امن وسلامتی کا پیغامبر ہے جس اسلام کا پیغمبر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جس نے اس ٹریجیڈی کے علاوہ دوسری الم انگیز بات یہ ہے کہ مسلمان اپنے دین ومذہب سے بے اعتنائی برت رہا ہے۔ سنت رسول اللہ جس پر اسلام کی پوری عمارت کھڑی ہے، سے انحراف کر رہا ہے۔ خصوصاً ہماری نئی نسل جو جدید تعلیم سے آراستہ ہو رہی ہے لادینی افکار ونظریات سے متاثر ہو کر ننگ اسلام بن رہی ہے۔ ایسے حالات میں قرآن وسنت کی تعلیمات کو عام کرنے کی کس درجہ ضرورت ہے محتاج بیان نہیں۔ سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسیرچ ٹرسٹ کا قیام اسی لئے عمل میں لایا گیا ہے تاکہ اس کے ذریعہ ایسا لٹریچر فراہم کیا جائے جو نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ پوری انسانیت کیلئے باعث ہدایت ورحمت ہو۔ خالق ومخلوق کے تعلقات کو استوار کر کے الحاد وزندقہ شرکیات وبدعات، ظلم وناانصافی، فحاشی وعریانی اور دوسری برائیوں کے زہر کو زائل کرنے میں مؤثر ثابت ہو۔ حق تعالیٰ شانہٗ ہمیں اس نیک مقصد میں کامیابی عطا فرمائے۔

سکریٹری
سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسیرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر
جمعیۃ منزل، بربرشاہ
سری نگر ۱۹۰۰۰۱ کشمیر

(امپیریل پریس دہلی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انسان مدنی الطبع واقع ہوا ہے۔ وہ جبلّی طور پر عمرانی رجحانات رکھتا ہے۔ چاہتا ہے کہ گفتگو کرے۔ کان ہیں کہ سُنے۔ ہاتھ ہیں کہ انہیں استعمال کرے۔ پاؤں ہیں کہ کہیں چل کر جائے۔ دماغ محرک افعال ہوتا ہے اور فہم و ادراک ان افعال کی سمت متعیّن کرتا ہے۔ انسان جذبات کا بھی مرکب ہے۔ ان افعال و احساسات کے اظہار کے لئے انسان کو دوسرا ہم جنس چاہیئے۔ اس طرح دو انسانوں کے درمیان تعلّق پیدا ہو جاتا ہے۔

اس دنیا میں ہر انسان دوسرے انسان کی مدد یا تعاون کا محتاج ہے۔ بیمار تندرست کا اور بھوکا سخی کا محتاج ہے اور کسبِ معاش میں ایک دوسرے کا دستِ نگر ہے۔ جس معاشرے میں ایک شخص کے اوروں سے تعلقات خوشگوار ہوں گے وہی شخص یا معاشرہ خوش حال و مہذب کہلانے کا حق دار ہوگا۔

غیر مذاہب اور اسلام : انسان کے قریب ترین رہنے والے ہم جنس کو ہمسائے کہتے ہیں۔ ہمارا پہلا رابطہ اس سے ہی قائم ہوتا ہے۔ اچانک مصیبت میں تعاون کی امید اور عام حالات میں تکلیف کا اندیشہ اسی سے ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آفرینش انسانیت کے مختلف ادوار میں مختلف مذاہب پڑوسی کے ساتھ حسنِ سلوک کی تلقین کرتے رہے ہیں تورات میں یہ حکم تھا:

"تو اپنے پڑوسی پر جھوٹی گواہی مت دے، تو اپنے پڑوسی کے گھر کا لالچ مت کر، تو اپنے پڑوسی کی بیوی، اس کے غلام، لونڈی، اس کے بیل، گدھے اور کسی چیز کا جو تیرے پڑوسی کی ہے لالچ نہ کرے" [1]

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

"تو اپنے پڑوسی کو ایسا پیار کر جیسا کہ اپنے آپ کو" [2]

زمانہ جاہلیت میں بھی عرب ہمسایوں کے حقوق کے بارے میں بہت حساس تھے اور اس کے پڑوسی پر ظلم ہو جاتا تو وہ اسے بے غیرتی اور عار سمجھتے تھے اور لڑنے مرنے کے لئے تیار ہو جاتے تھے۔

ہمسایہ کے تصورِ اخلاق میں اسلام نے خوش آئند اور نفع بخش ترجیحات و اصلاحات

---

[1] خروج ۲۰: ۱۷، سیرت النبی جلد ششم صہ ۲۷۷

[2] مرقس ۱۲: ۳۰، " " " ۲۷۸

کی ہیں اس نے ہمسایہ کے مفہوم کو توسیع دی ہے اور اس کے حقوق واضح طور پر متعین کر دیئے ہیں۔

قرآن مجید میں حکم ہے:

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَّبِذِي	ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرو۔
الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ	قرابت داروں اور یتیموں مسکینوں کے
وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى	ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ اور پڑوسی رشتہ دا
وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ	سے اور اجنبی ہمسایہ سے، پہلو کے ساتھی
بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ط	اور مسافر سے احسان کا معاملہ کرو۔"

(النساء ۳۶)

پہلو کے ساتھی (اَلصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ) سے مراد ہم نشین دوست بھی ہے اور ایسا شخص بھی جس سے کہیں کسی وقت رفاقت ہو جائے مثلاً سفر کے دوران اس کی مزید وضاحت آگے کی جائے گی۔ اسی طرح قرآن حکیم کی رو سے ہمسایہ کی تین اقسام ہیں:

۱ رشتہ دار ہمسایہ

۲ اجنبی ہمسایہ

۳ عارضی ہمسایہ

ہر سہ ہمسایہ گان سے ایک جیسے سلوک کا حکم ہے اور ان کے درمیان

تخصیص نہیں ہے۔

پڑوسی کا حدود اربعہ : ہمسایہ صرف وہی نہیں ہوتا جس کا مسکن آپ کی رہائش گاہ سے ملحق ہو۔ ارد گرد اطراف پڑوس کے مکین سب ہمسایہ شمار ہونگے اور یہ دائرۂ تعلقات جتنا وسیع ہو اتنا ہی بہتر ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"پڑوس کے حق کا دائرہ دائیں بائیں آگے پیچھے چالیس چالیس گھر تک وسیع ہوتا ہے"[1]

ہمسایہ سے حسن معاشرت : ہر مسلمان اخلاقی طور پر پابند ہے کہ وہ دوسرے مسلمان سے لطف و کرم کا معاملہ کرے گا مگر ہمسایہ سے خصوصی روابطِ محبت قائم کرنے اور ان کو دوام دینے کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی اساس قرار دیا گیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"جس کو یہ پسند ہو کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پیار کرے یا جس کو اللہ اور رسول کی محبت کا دعویٰ ہو تو اس کو چاہیئے کہ وہ اپنے پڑوسی کا حق ادا کرے"[2]

ہمسایہ کے حق کی وضاحت ان الفاظ میں فرمائی گئی ہے۔

---

[1] الترغیب والترہیب صہ ۳۵۳ ج ۳ - طبرانی (حضرت زہریؒ نے بھی یہ روایت کی ہے)

[2] مشکوٰۃ باب الرحمۃ علی الخلق صہ ۴۲۴ ج ۲

"تمہیں معلوم ہے کہ ہمسایہ کا کیا حق ہے ؟ وہ تمہاری امداد کا محتاج ہو
تو مدد کرو۔ کچھ قرض طلب کرے تو اسے قرض دو۔ محتاج ہو تو خدمت
بجا لاؤ۔ بیمار ہو تو تیمارداری کرو۔ مرجائے تو جنازہ کے ہمراہ جاؤ۔
اس کی خوشی میں خوشی بجا لاؤ اور اس کے غم میں شریک غم ہو۔ اپنے مکان
کی دیوار اتنی بلند نہ کرو کہ اسے رکاوٹ ہو۔ میوہ خریدو تو کچھ اس کے
گھر بھی بھیجو۔ نہ بھیج سکو تو پوشیدہ رکھو اور بچوں کو لے کر باہر نہ نکلنے دو کہ
اس کے بچے رنجیدہ ہوں، اپنے باورچی خانہ کے دھوئیں سے اسے
رنج نہ دو۔" [1]

کھانے پینے میں پڑوسی کو شامل کرنا اور ایسا ممکن نہ ہو تو پڑوسی کے بچوں پر کبھی اپنا بلند معیار زندگی ظاہر نہ ہونے دینا، کمال احتیاط کی پر حکمت تلقین ہے کیونکہ بلند معیار بچوں کے خورد و نوش کو دیکھ کر کم معیار بچے بھی اس قسم کی چیزیں کھانے کی خواہش کرینگے اور اپنے والدین کو انکے مہیا کرنے کے لئے کہیں گے۔ ہو سکتا ہے والدین میں اس سے حرام کے ذریعہ ان کے حاصل کرنے کی خواہش کی تحریک ہو۔

ان ارشادات سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد انتہائی مہذب معاشرہ کا قیام تھا۔ حقوق ہمسایہ ادا کرنے والے نہ صرف دینی بلندی اور رفعتیں حاصل کرتے ہیں بلکہ دنیا میں بھی پرسکون و پرمسرت زندگی گزارتے ہیں

---

[1] الترغیب والترہیب صہ ۳۵۷

جو لوگ محولہ بالا احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں وہ نہ صرف اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے محروم ہوتے ہیں بلکہ دیکھا گیا ہے کہ کئی قسم کی پریشانیوں مثلاً نوک جھوک لڑائی جھگڑا اور مقدمہ بازی کی دلدل میں جا گرتے ہیں جس سے وہ اپنا ذہنی سکون اور دولت دونوں برباد کر لیتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"قسم اللہ کی وہ مومن نہیں بن سکتا، قسم اللہ کی وہ مومن نہیں بن سکتا، قسم اللہ کی وہ مومن نہیں بن سکتا"، عرض کیا یا رسول اللہؐ کون مومن نہیں بن سکتا۔ آپؐ نے فرمایا: "وہ آدمی جس کے پڑوسی اس کی شرارتوں سے خائف رہتے ہوں"۔ [1]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"کوئی مسلمان مسلمان نہیں ہے جب تک وہ اپنے ہمسایہ کے لئے وہی بھلائی نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے"۔ [2]

ہمسایوں سے حسنِ سلوک کی اہمیت حضرت ابوہریرہؓ کی بیان کردہ اس مشہور حدیث سے بھی واضح ہوتی ہے۔

---

[1] بخاری، کتاب الادب وسلم۔ مشکوٰۃ صـ ۴۲۲ [2] مسلم، کتاب الایمان صـ ۵۰ ج ۱

"ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایک عورت ہے جس کی صوم وصلوٰۃ کی کثرت مشہور ہے مگر وہ اپنی زبان سے پڑوسیوں کو ایذا دیتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جہنمی ہے۔ پھر اس نے عرض کیا ایک دوسری عورت ہے کہ وہ نماز روزے سے کم تعلق رکھتی ہے (یعنی صرف فرائض ادا کرتی ہے۔) اور صرف پنیر کے ٹکڑے صدقے میں دیتی ہے لیکن زبان سے پڑوسیوں کو دکھ نہیں دیتی فرمایا کہ وہ جنتی ہے۔" [1]

اسلام دوسرے مذاہب کے برعکس ذاتی نجات اور روحانی تسکین کو اس بات سے مشروط کرتا ہے کہ تمام افراد معاشرہ کو روحانی سعادت اور مادی فلاح حاصل ہو اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے

"وہ شخص ایماندار نہیں جو خود پیٹ بھر کر کھاتے اور اس کا پڑوسی بھوکا پڑا رہے۔" [2]

برے پڑوسی سے سلوک: پڑوسی کی برائی آپ سے عمدہ اخلاق کی متقاضی ہے۔ پڑوسی برائی کرے تو انسان کو چاہیئے صبر کرے اور قوتِ برداشت سے کام لے۔ ہمسایہ برائی سے باز نہ آتے تو گھر چھوڑ کر بہتر پڑوس میں چلا جاتے مگر وہاں رہتے ہوتے خود پڑوسی سے زیادتی نہ کرے۔ اس ضمن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

---

[1] مسند احمد۔ شعب الایمان بیہقی۔ مشکوٰۃ ص ۴۲۴، ۲۰ [2] الترغیب والترہیب ص ۳۵۸ ج ۳ طبرانی۔ بزار

کا بیان کردہ یہ واقعہ قابلِ ذکر ہے۔

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ایک شخص آکر اپنے پڑوسی کی شکایت کرنے لگا نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "واپس جاؤ اور صبر سے کام لو" تیسری مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا تو فرمایا "جاؤ اور اپنا اسباب سڑک پر ڈال دو" اس نے ایسا ہی کیا۔ لوگ ادھر سے گزرتے اور حرکت کا سبب پوچھتے اور معلوم ہونے پر پڑوسی کو کوستے۔ آخر وہ پڑوسی اس کے پاس آیا اور کہنے لگا اللہ کے لئے واپس چلو۔ مجھ سے اب تمہیں شکایت نہیں ہوگی" [1]

یہاں یہ امر لائق توجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس شخص کو بار بار صبر کی تلقین کی اور اظہار شکایت کا عمدہ طریقہ تجویز فرمایا مگر یہ ہدایت نہیں کی کہ وہ تشدّد سے کام لے یا برائی کا بدلہ برائی سے دے بلکہ آپ ؐ نے کردار سازی کا ایک حکیمانہ طریقہ اختیار کیا۔

ہمسایہ سے احسان: محسنِ انسانیّت و کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم نے صرف یہ کافی نہیں سمجھا کہ ہمسایوں کے حقوق ادا کئے جائیں اور ان کی زیادتی بھی برداشت کی جائے بلکہ یہ بھی توقع رکھی کہ احسان سے کام لیا جائے۔ انہوں نے فرمایا:

"ہمسایہ کا حق صرف یہ نہیں کہ ان کو ستایا نہ جائے بلکہ ان کے ساتھ احسان کیا جائے" [2]

---

[1] ابوداؤد۔ کتاب الادب۔ باب فی حق الجوار صہ ۳۴۵ ج ۲ ابن حبّان۔ حاکم۔ الترغیب صہ ۳۵۶ ج ۳

[2] ارشاداتِ نبوی۔ مخزن اخلاق صہ ۱۱

بقول حضرت مجدد الف ثانی : احسان سب جگہ بہتر ہے لیکن ہمسایہ کے ساتھ بہترین ہے" [۱]

احسان کی ایک قسم یہ ہے کہ ہمسایوں کو تحائف دیئے جائیں۔ تحائف ضروری نہیں قیمتی ہوں۔ ان کا لینا تو طبیعت پر گراں ہوگا۔ تحائف کا تبادلہ خوشگوار تعلقات کا مظہر ہوتا ہے۔ ہمسایہ کا تحفہ خوش دلی سے قبول کر لینا چاہیئے۔ اڑوس پڑوس سے معمولی تحفہ آتے تو عورتیں عام طور پر اظہار ناگواری کرتی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو مخاطب کرتے ہوئے تنبیہہ فرمائی ہے :

"اے مسلمان عورتو! کوئی اپنی ہمسائی کو حقیر نہ جانے اگرچہ وہ بکری کا ایک کھر اسکو ہدیہ میں بھیجے" [۲]

عمل کی درس گاہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا درِ مبارک تھا۔ ازواج مطہرات رض ہمسایہ گان کو تحائف ارسال کیا کرتی تھیں اور اگر گھر میں صرف ایک ہی شئے آتی تو وہی ہمسایہ کو دے دیتیں۔ حکم یہ تھا کہ پہلے قریبی ہمسایہ کو ہدیہ دیا جائے۔ اس ضمن میں حدیث ہے :

حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے دو ہمسائے ہیں تو ان میں سے (پہلے) کس کو ہدیہ بھیجوں۔ فرمایا ان دونوں

---

[۱] اقوال حضرت مجدد الف ثانی مخزن اخلاق صہ ۱۳۵

[۲] بخاری۔ کتاب الادب باب لا تحقرن جارۃ صہ ۸۸۹ جلد ۲ و مسلم

میں سے جس کا دروازہ زیادہ قریب ہو"۔ [1]

حکم ربانی، ارشادات نبویؐ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی تربیت کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر صحابی اپنے پڑوسی کا بھائی اور خدمت گزار بن گیا۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ حضرت جابرؓ گوشت کا بڑا لوتھڑا لٹکائے جا رہے ہیں۔ پوچھا کیا ہے؟ عرض کیا امیرالمومنین گوشت کھانے کو جی چاہ رہا تھا تو ایک درہم کا گوشت خریدا ہے۔ جواب تھا۔ "اے جابرؓ اپنے ہمسایہ اور رشتہ دار کو چھوڑ کر صرف اپنے پیٹ کی فکر ہے"۔ [2]

حقوق کی ادائیگی میں مذہب کی تخصیص نہیں : اللہ تعالیٰ کا آخری پیغام قرآن حکیم ہے۔ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تمام کائنات ارضی کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ اس لئے قرآنی احکام اور ارشادات نبویؐ آفاقی نوع کے ہیں۔ حقوق ہمسائیگی کے متعلق احکام بھی بلاتخصیص ہیں جن کی ادائیگی سب پر فرض ہے۔ ہمسایہ خواہ یہودی ہو یا عیسائی۔ ہندو ہو یا دہریہ۔ مسلمان پر سب کے حقوق ہیں اور ہمسایہ وہ ہوتا ہے جو آپ کے گھر یا عارضی جائے قیام کے قریب موجود ہو یا مقیم ہو۔ صحابہ کرامؓ بھی ہمسایہ کے حقوق کی ادائیگی بلاامتیاز مذہب و ملت کرتے تھے۔

حضرت ابن عمرؓ کے ہاں ایک بکری ذبح ہوئی۔ جب ابن عمرؓ آئے تو انہوں

---

[1] بخاری۔ کتاب الادب۔ باب حق الجوار فی قرب الابواب صہ ۸۹ ج ۲

[2] موطا امام مالکؒ۔ سیرت النبیؐ جلد ششم صہ ۲۸۰

نے پوچھا کہ ہمارے یہودی پڑوسی کا حصّہ بھیجا اور کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے سُنا ہے "جبرائیل علیہ السلام نے مجھے پڑوسی کے متعلّق اس قدر مسلسل وصیّت کی کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ یہ پڑوسی کو وارث بھی بنا دیں گے"

عارضی ہمسائیگی، عارضی ہمسایہ کے بھی وہی حقوق ہیں جو مستقل ہمسایہ کے ہیں۔ آپ کسی شہر میں اپنے عزیز کے ہاں عارضی طور پر مقیم ہیں تو وہاں بھی آپ کے ہمسایہ کے وہی حقوق ہوں گے، جو آپ کے وہاں مستقل رہنے کی صورت میں ہوتے۔ آپ ہوٹل میں رہ رہے ہیں تو وہاں بھی آپ کے قریب رہنے والوں کا حق ہوگا کہ آپ انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچائیں۔ شور و غوغا نہ کریں۔ اونچی آواز میں ریڈیو نہ لگائیں خواہ اس میں قرآن مجید کی تلاوت ہی ہو رہی ہو۔ (کیونکہ یہ ہو سکتا ہے ہمسایہ بیمار ہو) عارضی ہمسایوں کو جن احادیث پر خاص طور پر نگاہ رکھنی چاہیئے وہ یہ ہیں ۔

۱۔ پڑوسی کو نہ ستاؤ

۲۔ وہ مومن نہیں جس کی شرارتوں سے پڑوسی خائف ہوں۔

سفر و حضر میں ہمسایہ کے حقوق : قرآن مجید میں "الصّاحب بالجنب" پہلو کے ساتھی کو بھی ہمسایہ قرار دیا گیا ہے اور اس کے حقوق کی ادائیگی کا بھی صریح حکم ہے۔ "اَلصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ" کے وسیع مضمون میں ہم نشین دوست، طالبعلم کے لئے درس گاہ میں اس کا ساتھی۔ جائے کسبِ معاش میں اس کا ہم پیشہ

دفتر یا کچہری میں قریب بیٹھنے والا ملازم یا سائل اور سفر کے دوران جہاز، ٹرین، بس وغیرہ میں قریب بیٹھے ہوئے مسافر سب شامل ہیں۔ ان سب کے متعلق ارشادِ ربانی ہے کہ ان سے حسن سلوک سے پیش آیا جائے۔ جس اجتماع میں نظم کا تقاضہ ہو وہاں دھکم پیل نہ کی جائے۔ جس عمارت میں اندر جانے کے لئے قطار لگی ہو اسے برہم نہ کیا جائے۔ ٹرین اور بس میں سوار ہوتے وقت دھکے نہ دیئے جائیں اگر وہاں جگہ مل جائے تو ایسے کشادہ ہو کر نہ بیٹھیں کہ دوسرے مسافر کے لئے جگہ کم رہ جائے۔ کوشش یہ کی جائے کہ اپنی جگہ اس شخص کو دے جس کو جگہ نہیں ملی۔ خلاصہ یہ کہ آپ کا مختصر قیام بھی آپ سے رابطہ رکھنے والوں کے لئے باعث رحمت و راحت ہو۔

آجکل کی ہمسائیگی کا حق کیسے ادا ہو:۔ سائنس کی ایجادات مثلاً جہاز، ریل، ٹیلیفون وغیرہ سے قبل طویل فاصلے طے کرنے کے لئے لمبی مدت درکار ہوتی تھی۔ اس وقت انسانوں کی ایک جگہ سے دوسری جگہ آمد و رفت کم تھی۔ شہری زندگی میں بھی لوگوں کو ایک دوسرے پر بے حد انحصار کرنا پڑتا تھا۔ قریب رہنے والوں سے رابطہ مفید ہوتا تھا۔ ایسے پڑوسی کا اچھا یا برا ہونا بہت اہمیت رکھتا ہے لیکن آجکل تیز اور سہل الحصول ذرائع نقل و حمل کی وجہ سے ہمسایوں سے تعلقات کی اہمیت میں کمی آگئی ہے۔ تاہم اس حد تک بے اعتنائی بھی مناسب نہیں کہ ساتھ والے گھر میں رہنے والے کا علم ہی نہ ہو۔ دیکھا یہ گیا ہے کہ جتنا بڑا شہر ہوتا ہے۔ اتنی ہی ہمسایوں کے

وجود کے متعلق لاعلمی ہوتی ہے۔ ادائیگی حقوق کا مسئلہ تو بعد میں آتا ہے۔ دہلی بمبئی کے لوگ خصوصاً فیشن ایبل آبادیوں کے نوّے فیصد مکین نہیں جانتے کہ ملحقہ یا قریبی گھر میں کون رہتا ہے۔ اس کا تو ذکر ہی کیا یہ علم ہو کہ کون پریشان حالت میں ہے۔ مصیبت میں کون ہے اور کس کے ہاں نوحہ غم بلند ہے۔ آرام کدوں میں رہنے والوں کو کم از کم آس پاس کے مکینوں سے خواہ وہ معمولی کوارٹر ہی میں رہتے ہوں رابطہ رکھنا چاہیئے۔ انہیں چاہیئے کہ وہ پڑوسی کی تقریبوں اور مسرتوں میں حصہ دار بنیں۔ ان کے شریک غم ہوں ان سے کھانے پینے کی چیزوں کا کبھی کبھار تبادلہ کر لیں۔ ایک دوسرے کے ہاں آنے جانے میں جھجک محسوس نہ کریں۔

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر

کی جانب سے شائع ہو کر مفت تقسیم ہونے والی کتابوں کی ایک جھلک

۱۔ کلمہ طیبہ
۲۔ اتباعِ رسولؐ
۳۔ ہندوستان میں اشاعتِ اسلام
۴۔ شیخ ابن باز کا پیغام مسلمانانِ عالم کے نام
۵۔ حقیقتِ شرک
۶۔ وجود باری تعالیٰ کا علمی ثبوت
۷۔ عقیدۂ توحید
۸۔ ائمہ سلف اور اتباعِ سنت
۹۔ اسلامی عقیدہ
۱۰۔ تبلیغی نصاب اور قرآنی تعلیمات
۱۱۔ تعویذِ محمدی
۱۲۔ اصلی اہلِ سنت کون؟
۱۳۔ شرک کیا ہے؟
۱۴۔ وہ ایک سجدہ!
۱۵۔ قرآن اور جاہلیت
۱۶۔ توحید کیا ہے؟
۱۷۔ فضائلِ قرآن
۱۸۔ ہدایت و ضلالت
۱۹۔ درجات الیقین
۲۰۔ عقیدۂ طحاویہ
۲۱۔ مروجہ بدعات و رسوم کی حقیقت
۲۲۔ اختلاف سنت کے اسباب اور ان کا صحیح حل
۲۳۔ اطاعتِ رسولؐ کی شرعی حیثیت
۲۴۔ محفلِ میلاد
۲۵۔ مسلمان اور قبر پرستی
۲۶۔ تصوف کے چہرے مختلف ادوار میں
۲۷۔ مساجد میں شور و غل
۲۸۔ شرعی طلاق
۲۹۔ استنجا اور وضو کے احکام و مسائل
۳۰۔ فوز المرام فی قراۃ فاتحہ خلف الامام
۳۱۔ فلسفۂ قربانی با اصولِ قرآنی
۳۲۔ میں اہلِ حدیث کیوں ہوا۔
۳۳۔ اللہ تعالیٰ کا وجود ذی جود
۳۴۔ خمینی اور تشیع
۳۵۔ احسن الجزاء فی تحقیق مسائل العزاء
۳۶۔ حکم النبی بکفر من لا یصلی المعروف بے نماز کا رسالہ
۳۷۔ وہم و رسم اور شریعت
۳۸۔ ازالۃ الاشتباہ عن انوار الانتباہ
۳۹۔ قرآن خوانی اور ایصالِ ثواب
۴۰۔ ماہ ربیع الاوّل اور حب رسولؐ کے مظاہرے
۴۱۔ اہل تصوف کی کارستانیاں
۴۲۔ ہمارا امام صرف ایک یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۴۳۔ طوفانِ نوح
۴۴۔ اقوالِ زریں
۴۵۔ تحفۂ صفر
۴۶۔ اسلام میں جرائم کی سزائیں
۴۷۔ پنجسورہ شریف
۴۸۔ قرآنی آیات کا جواب
۴۹۔ مسائل ماہِ ربیع الاوّل
۵۰۔ زینت الصلوٰۃ
۵۱۔ تحقیقِ حرف ض (ضاد)
۵۲۔ بدعت اور سنت میں فرق

ملنے کا پتہ: مکتبہ مسلم بربر شاہ سری نگر ۱۹۰۰۰۱ (کشمیر)

ہم وہی اسلام چاہتے ہیں جس کا عملی نمونہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا ہے۔

______ جمعیۃ اہل حدیث، جموں وکشمیر

ایک مرتبہ کسی شخص نے امام ابوحنیفہؒ سے معلوم کیا کہ آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی مخالفت کرتے ہیں؟

امام ابوحنیفہؒ نے جواب دیا:

"ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی مخالفت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ان ہی کے ذریعہ تو ہمیں عزت بخشی ہے اور ان ہی کے باعث عذاب جہنم سے بچایا ہے۔"

(الانتقاء لابن عبد البر ص ۱۳۰، ۱۳۱)